75

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

پنجشنبہ - ۱۰ اپریل ۱۹۷۵ء

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات	۲
۳۳	جموں اور کشمیر میں حکومت ہند کے اقدام پر قرارداد	۳

جلد دہم — شمارہ پنجم (۵)

فہرست ارکان جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

۱۔ جام میر غلام قادر خان
۲۔ سردار محمد انور جان کھیتران
۳۔ مولوی محمد حسن شاہ
۴۔ میر نصرت اللہ خان سنجرانی
۵۔ میر قادر بخش بلوچ
۶۔ میر صابر علی بلوچ
۷۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ
۸۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز پنجشنبہ مورخہ ١٠ اپریل ١٩٧٥ء

زیر صدارت میر قادر بخش بلوچ ڈپٹی اسپیکر

شروع ہوا

تلاوت کلام پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّۃَ
الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ ٥ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ
وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَھُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ط اَتَخْشَوْنَھُمْ فَاللّٰہُ
اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ قَاتِلُوْھُمْ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ بِاَیْدِیْکُمْ
وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ وَیُذْھِبْ
غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ط

(سورۃ التوبہ ٩۔ آیات ١٢ تا ١٥۔ پ١٠ ع ٨)

ترجمہ:۔ اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ (کفار) پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں، اور تمہارے دین پر حملے کرنے شروع کردیں تو کفر کے علمبرداروں سے جنگ کرو، کیونکہ انکی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں، شاید وہ باز آجائیں، کیا تم نہ لڑوگے ایسے لوگوں سے جو اپنے عہد توڑتے رہتے ہیں، اور جنہوں نے رسولؐ کو ملک سے نکالدینے کا قصد کیا تھا اور زیادتی کی ابتدا کی تھی، کیا تم ان سے ڈرتے ہو، اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے، کہ اس سے ڈرو، ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے انکو سزا دلوائیگا، اور انہیں ذلیل وخوار کریگا، اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کریگا، اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کریگا اور ان کے دلوں کی جلن مٹا دیگا، اور جسے چاہیگا، توبہ کی توفیق بھی دیگا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا، اور دانا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وقفہ سوالات پہلے ۹ر اپریل ۷۵ء کی فہرست میں مندرج سوالات لئے جائیں گے۔ جیسا کہ کل اسپیکر صاحب نے فیصلہ فرمایا تھا۔

میر صابر علی بلوچ۔ مسٹر اسپیکر! چونکہ آج شاہلیانی صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں اسلئے ان کی طرف سے میں سوالات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

قائد ایوان۔ جناب والا! آج ایوان میں وزیر آبپاشی مولوی صالح محمد صاحب نہیں ہیں۔ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں ان کی طرف سے جواب دونگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔

×۷۶۔ میر صابر علی بلوچ حاجی میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی وبرقیات فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ بلوچستان میں نہری علاقہ کونسا ہے۔

(ب) اس علاقہ کا دورہ آپ نے وزیر بننے کے بعد ۷۲ء سے ۱۵-۱-۷۵ تک کتنی مرتبہ کیا ہے اور آبپاشی کی نسبت کاشت کاروں کی شکایات سنیں اور اگر ان کو رفع کیا تو ان کی تفصیل بتائی جائے۔

قائد ایوان۔

(الف) (۱) کیرتھر (۲) پٹ فیڈر ـــــ کیرتھر مستقل نہر ہے۔ جبکہ پٹ فیڈر کے علاقے میں صرف خریف کی فصل کے لئے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) کوئی دورہ نہیں کیا ہے۔ البتہ اس علاقے کے متعلقہ منسٹر ایم پی اے۔ ایم۔ این۔ اے اور عوام نے اپنی جائز تکالیف ومشکلات سے جب کبھی مطلع کیا ہے تو میں نے ان کو ہر ممکن طریقے سے رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۶۷۷

*۶۷۷ میر صابر علی بلوچ میر شاہنواز خان شاہیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات بتلائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اوستہ محمد تحصیل میں بیرون کیرتھر کا علاقہ تمام بلوچستان میں زیادہ گندم پیدا کرتا ہے،
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس علاقہ کو ۹۳ - ۱۹۹۲ تک بالکل پانی نہیں ملا ہے ۔
(ج) اگر ب کا جواب اثبات میں ہے تو اس کا کیا سبب ہے
(د) کیا اس بیرون کیرتھر کے پانی کی نسبت گورنمنٹ سندھ کو لکھا گیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو تفصیل بتائی جائے ۔

قائد ایوان ۔

(الف) یہ حقیقت ہے کہ بیرون کیرتھر کے علاقے میں گندم کی اچھی پیداوار ہوتی ہے۔ مگر بلوچستان میں سب سے زیادہ گندم اندرون کیرتھر کے علاقے میں پیدا ہوتی ہے ۔
(ب) ہاں
(ج) سال رواں میں دریائے سندھ میں قدرتی طور پر پانی کی کمی رہی ہے۔ جس کی بنا پر نہ صرف بلوچستان میں پانی کی مقدار کم رہی بلکہ سندھ، پنجاب اور صوبہ سرحد میں بھی یہی حالت رہی ہے ۔
(د) اس سلسلے میں حکومت سندھ سے متعدد بار خط و کتابت کی گئی۔ جس میں اس علاقے کو مستقل بنیادوں پر پانی فراہم کرنے کے موقف پر زور دیا گیا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۶۷۸

*۔ ۶۷۸۔ میر صابر علی بلوچ، میر شاہنواز خان شاہیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود اوستہ محمد تحصیل کے چار گاؤں کو

جن میں محراب پور شامل ہے ۔ بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے ۔
(ب) اگر الف کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی کیا وجہ ہے ؟

قائد ایوان۔

(الف) درست ہے ۔
(ب) چونکہ اس علاقے کے لئے بجلی کے گرڈ سٹیشن اور لائینیں صوبہ سندھ کے کنٹرول میں ہے اس لئے اُن سے بات چیت اور افہام وتفہیم کے بغیر اس کام کی تکمیل جلد تر نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے بعد گفتگو اس سال یعنی ۷۷-۱۹۷۶ء کی نئی فہرست میں نصیر آباد ضلع سبی کے سولہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی منظور کی گئی ہے ۔ جن میں محراب پور و صحبت پور بھی شامل ہیں۔ واپڈا حکام عنقریب یہ کام شروع کر رہے ہیں ۔

میر صابر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) جناب چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ اس علاقے کے لئے بجلی کے گرڈ سٹیشن اور لائینیں صوبہ سندھ کے کنٹرول میں ہیں اس لئے ان سے بات چیت اور افہام تفہیم کے بغیر اس کام کی تکمیل جلد تر نہیں ہو سکتی تھی ۔ تو جام صاحب جب آپ کو یہ پتہ تھا کہ سندھ گورنمنٹ کے ساتھ بغیر بات چیت کے اس کام کی تکمیل نہیں ہو سکتی تو پھر آپ نے اُن کو بجلی کے گرڈ سٹیشن کے لئے کیسے حکم دے دیا تھا ؟

قائد ایوان جناب والا! دراصل یہ معاملات صوبوں کے درمیان حل ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی بڑا گرڈ ایک صوبے سے دوسرے صوبوں میں منتقل کرنا ہوتا ہے تو کوآرڈینیشن میٹنگ میں صوبوں کے درمیان باہمی تصفیہ کر کے اسکے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں ۔ اسلئے سندھ کے ساتھ بات چیت کی گئی ہے اور یہ انکی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس چیز سے اتفاق کرتے ہوئے بلوچستان کو . . . .

میر صابر علی بلوچ ۔ نہیں جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے سندھ گورنمنٹ سے بات چیت کئے بغیر کیسے حکم جاری کر دیئے تھے جبکہ آپ کو معلوم تھا کہ اس سلسلے میں پہلے سندھ گورنمنٹ سے

بات کی جائے گی ؟

قائدِ ایوان۔ در اصل یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں پورے پاکستان کے عوام کا مفاد پیش نظر ہوتا ہے اس لئے کو آرڈینیشن کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوتا ہے اور یہ تسلی کی جاتی ہے کہ اس میں کسی صوبے کو اعتراض تو نہیں ہے پھر اسی فیصلے کے مطابق اقدامات کئے جاتے ہیں اسی طرح یہ چیز بھی عوامی مفاد میں تھی تو عوامی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کیا گیا ہے ۔

٭ ۶۷۹۔ میر صابر علی بلوچ، میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات بیان فرمائیں گے ۔کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سال پٹ فیڈر میں پانی کی کمی کی وجہ سے اس سے زیر کاشت فصلات کو نقصان پہنچا ہے ۔

(ب) اگر الف جزو کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں پانی کی فراہمی کیلئے کاشتکاروں اور زمینداروں کی امداد کیلئے حکومت نے کیا کیا ہے ۔

قائدِ ایوان۔

(الف) جی ہاں ۔ یہ حقیقت ہے ۔

(ب) اس سلسلے میں مرکزی سطح پر بین الصوبائی سطح پر اور محکمانہ طور پر حکومت بلوچستان کے بس میں جو ممکن تدابیر تھیں وہ اختیار کی گئیں ۔

٭ ۶۸۰۔ میر صابر علی بلوچ، میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل اوستہ محمد میں بیرون کیرتھر کے علاقہ میں سب سے زیادہ گندم ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس علاقے کو اس سال ۴ ۔۱۰ ۔۵ ۲ تک پانی نہیں ملا ہے ۔
اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا سبب بتلایا جائے ۔

قائدِ ایوان ۔

(الف) اس کا جواب سوال نمبر ٦٧٧ (الف) میں دیا گیا ہے ۔
(ب) اس کا جواب سوال نمبر ٦٧٧ (ب) میں دیا گیا ہے

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ اب اگلا سوال مسٹر محمود خان اچکزئی کا ہے ۔

نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی ۔ ان کی طرف سے میں پوچھتا ہوں ؟ کیا اجازت ہے ؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ اجازت ہے ۔

***٦٩٠ ۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی ۔ مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے ۔**

کیا وزیر آبپاشی و برقیات فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اے ڈی پی ٧٤-١٩٧٣ء اور ٧٥-١٩٧٤ء میں صوبہ کی مختلف تحصیلوں کے لئے محکمہ آبپاشی و برقیات نے جو اسکیمیں منظور کی تھیں ۔ ان میں سے کتنی اسکیموں پر عملاً کام شروع ہوا اور ان میں سے کتنی اسکیمیں مکمل ہو گئیں ۔

(ب) کیا اس مالی سال میں مزید اسکیموں کے لئے گنجائش ہے ۔

قائدِ ایوان ۔

(الف) سال ٧٤-١٩٧٣ء میں ٨٩ ، اسکیموں پر عملاً کام شروع ہوا جن میں سے ٣١ مکمل ہو گئیں ۔ اس سال ٧٥-١٩٧٤ء میں ٢٧ ، اسکیموں پر عملاً کام شروع ہوا جو اب تک مکمل نہیں ہوئیں ۔

(ب) فی الحال اس سال مزید اسکیموں کے لئے گنجائش نہیں ۔

قائدِ ایوان ۔ جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ گنجائش نہیں ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں

کہ اگر کوئی اسکیم عوام کے مفاد کے لئے بہتر نظر آئی تو اسکی گنجائش نکالی جائے گی۔

*۶۹۱۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی۔ مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت کو علم ہے کہ سروے آف پاکستان صوبہ بھر میں جابجا زیر زمین پانی کی تلاش اور جانچ پڑتال کے لئے بعض تجربات کر رہا ہے ؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تجربات کے نتیجہ سے آگاہ ہے ؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو وہ تجربات کیا ہیں ؟ اور اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت یہ اطلاع حاصل کرنے اور اس سے استفادہ بھی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(د) کیا حکومت کو یہ علم ہے کہ مذکورہ محکمہ (سروے) نے ضلع کوئٹہ پشین کے بعض مقامات پر آزمائشی برمے بورنگ لگائے اور پھر بند کئے ہیں ؟

(س) کیا حکومت کو یہ بھی علم ہے کہ ان آزمائشی برموں میں سے بعض زراعت کے لئے کامیاب اور مفید تھے ؟

(ش) اگر جزو (س) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے سروے کے ان برموں سے زراعتی فائدہ اٹھایا۔ اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔ اور کیا ان برموں سے اب بھی استفادہ کیا جائے گا ؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

(ص) کیا حکومت آئندہ کے لئے اس محکمہ کے ساتھ کوئی ایسا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ ایسے مفید برموں کو صوبہ کی حکومت یا آس پاس کے زمینداروں کے حوالے کر دیا کریں ؟

قائد ایوان۔

(الف) یہ حکومت کے علم میں ہے ۔

(ب) ہاں حکومت آگاہ ہے

(ج) اس سروے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کوئٹہ پشین کی وادی میں زیر زمین ۸ ایکڑ فٹ پانی موجود ہے اور ضلع لس بیلہ میں تقریباً اس سے دوگنی مقدار میں زیر زمین پانی موجود ہے اس پانی کو استعمال میں لانے کے لئے وادی کوئٹہ پشین میں ۳۵ ٹیوب ویل اور لسبیلہ میں

۱۵۰ ٹیوب لگانے کی تجویز ہے ۔

(ک) ہاں علم ہے ۔

(س) ان آزمائشی برموں میں سے اکثر کا قطر ۴ اِنچ سے زیادہ نہیں ہے ۔ اس لئے ان پر ٹربائن نصب نہیں ہو سکتے ۔

(ش) نہیں ۔ اسلئے کہ ان کا قطر کم ہونے کی وجہ سے کوئی بھی مشین نصب نہیں ہو سکتی ۔

(ص) ہاں ۔

٭۶۹۲۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی بر محمود خان اچکزئی کی طرف سے

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم تبلائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ سرحدی شہر چمن اور اس کے آس پاس گاؤں میں رہنے والے لوگوں کو پینے کے پانی کے لئے کافی مشکلات کا سامنا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ چمن کے لوگوں کی اس شکایت کو دور کرنے کے لئے وہاں پر ایک آزمائشی بورنگ بھی کی گئی ؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب وہ برمہ کس مرحلہ میں ہے ؟

(د) کیا مذکورہ بالا برما کامیاب ہو چکا ہے ؟ اگر ہاں تو کس وقت تک چمن کے لوگوں کو پینے کے پانی کے ملنے کی توقع ہے ؟ اگر مذکورہ بالا برما ناکام ہو چکا ہے تو کیا حکومت کوئی متبادل بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو کیوں ؟

قائد ایوان ۔

(الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) برمہ کی بورنگ ۵۶۰ فٹ کی گہرائی تک مکمل ہو چکی ہے ۔

(د) جی ہاں ، برمہ کامیاب ہو چکا ہے ۔ چونکہ برمہ میں پانی ۵۰۰ فٹ کی گہرائی میں ہے جس کو نکاس کرنے کے لئے محکمہ کے پاس مشین موجود نہیں ہے ۔ چونکہ اس قسم کی مشین پاکستان میں دستیاب نہیں ہو سکتی ۔ اسلئے بیرون ملک سے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال۔

*۳۰۔۶۹۳۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی۔ مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) کیا حکومت کو علم ہے کہ ضلع کوئٹہ پشین کی آبپاشی کے اکثر قدرتی ذرائع کاریز یا چشمے اور کنوئیں خشک یا بہت کم ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو حکومت انکو بحال یا بہتر بنانے کے لئے کیا کر رہی ہے اور کیا کرنا چاہتی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے رواں مالی سال کے دوران کاریزوں کی مرمت کے لئے زمینداروں کو دینے کے لئے کچھ رقوم رکھی ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ رقم ہر ضلع کے لئے کتنی ہے؟

(ج) ہر ضلع میں کاریزوں کی تعداد کیا ہے۔ ان میں سے خشک شدہ عطائی یا مرمت طلب کاریزوں کی تعداد کیا ہے؟ اور ان کے لئے مطلوبہ خرچ کا تخمینہ کیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے زمینداروں کا مطالبہ کیا ہے؟

قائد ایوان۔

(الف) ہاں۔ ان کو بہتر بنانے کے لئے حکومت ڈیم اور ڈیلے ایکشن ڈیم موزوں مقامات پر بنا رہی ہے۔

(ب) ہاں۔

(۱)۔	کوئٹہ پشین	دو لاکھ
(۲)۔	لورالائی	ایک لاکھ نوے ہزار
(۳)	ژوب	ایک لاکھ نوے ہزار
(۴)	سبی	نوے ہزار
(۵)	کچھی	ایک لاکھ
(۶)	خاران	ستر ہزار
(۷)	چاغی	نوے ہزار

(۸)۔ قلات — ایک لاکھ بیس ہزار
(۹)۔ خضدار — پچاس ہزار — (ماسوائے ہنگامی ترقیاتی پروگرام)
(۱۰)۔ لس بیلہ — پچاس ہزار
(۱۱) مکران — آٹھ لاکھ پینتیس ہزار (یہ رقم ڈپٹی کمشنر کی تحویل میں سال ۱۹۷۳-۷۴ء سے موجود ہے)

(ج) اس سلسلہ میں ضلعی سطح پر اعداد و شمار حاصل کرنے کے لئے متعلقہ ڈپٹی کمشنران کو لکھا گیا ہے اور یہ تمام معلومات حاصل نہیں ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جواب میں کچھ پرنٹنگ کی یا انفارمیشن کی غلطی ہوگئی ہے۔ کیونکہ مکران کے متعلق ۸ لاکھ ۳۵ ہزار روپے جو دکھائے گئے ہیں تو یہ شاید صحیح نہیں ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت ڈپٹی کمشنر سے معلوم کرے گی کہ یہ جو ۸ لاکھ ۳۵ ہزار کہا گیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ جام صاحب آپ سکرٹری سے معلوم کرلیں۔

میر صابر علی بلوچ۔ ضمنی سوال۔ جام صاحب یہ ہندسے کہاں کے متعلق بتائے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مکران کے متعلق تو نہیں ہیں؟

قائد ایوان۔ یہ تو میں نے پہلے ہی کہا کہ یہ معاملہ مجھے خود صحیح نظر نہیں آتا اسلئے میں اسکی تحقیقات کروں گا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال۔

*نمبر ۶۹۴۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی/مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم بیان کریں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان کے اکثر علاقوں کی زمینات کی ساخت اس طرح کی ہے۔ کہ اس میں بہت زیادہ پانی جلد جلد جذب ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلوچستان کی اکثر آبادی زیر زمین پانی کاریزات اور ٹیوب ویل وغیرہ پر ہے۔ جو اکثر صورتوں میں انفرادی زمینداروں کی کوشش اور خرچ سے برآمد ہوتا ہے۔ اور بہت قیمتی ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ انفرادی زمینداروں کے اس قیمتی پانی کا کافی حصہ کچے تالابوں میں ذخیرہ کرنے اور کچی نالیوں میں بہا کر کھیتوں تک لے جانے میں ضائع ہوجاتا ہے اور اسی حساب سے ان کی پیداوار کم ہوجاتی ہے۔ جو ایک قومی نقصان ہے۔

(د) کیا حکومت سال رواں میں اس بڑے اور ہمہ گیر قومی نقصان کے تدارک کے لئے کوئی انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ خصوصاً پکے تالاب اور نالیاں بنانے کا؟

(س) اگر (د) کا جواب نفی میں ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں۔ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سال کس قدر رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

قائد ایوان۔

(الف) ہاں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی ہاں درست ہے۔

(د) ہاں بہت کم۔

(س) حکومت اس مد میں بارہ لاکھ روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر

سوالات نمبر ۶۷، ۶۸، ۷۳، ۷۴، اور ۷۹ میری طرف سے ہیں لیکن میں بطور صدر ان کو نہیں پوچھ سکتا۔ اس لئے آپ مسٹر صابر آپ اپنے سوال کریں۔

*۸۰۹ میر صابر علی بلوچ۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم بتائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آبپاشی میں حال ہی میں ایگزیکٹیو انجینئر کی چند آسامیاں براہ راست

پُر کی گئیں۔
(ب) اگر الف کا جواب اثبات میں ہے تو۔
(۱)۔ ان کے نام۔ تعلیمی قابلیت اور تاریخ تقرری کیا ہیں؟
(۲)۔ کیا تقرریاں محکمہ جاتی قواعد وضوابط کے مطابق کی گئی ہیں۔
(۳)۔ کیا یہ آسامیاں محکمہ آبپاشی کے ملازم افراد کو ترقی دے کر پُر نہیں کی جا سکتی تھیں۔ اگر نہیں کی جا سکتی تھیں تو کیوں نہیں؟

قائدِ ایوان۔

(الف) محکمہ ہذا میں صرف ایک آسامی براہ راست پُر کی گئی ہے۔
(ب)(۱) مسمی زبیر الرحمٰن بی اے (مکینیکل) ۲-۱۲-۱۶ قبل از دوپہر۔
(۲) ہاں۔
(۳) نہیں۔ کیونکہ انٹرویو میں محکمانہ امیدوار مقررہ شرائط پوری نہیں کرتا تھا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال

٭۸۱۴۔ میر صابر علی بلوچ۔

کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ کرم بتائیں گے کہ۔
کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں۔ جن کی تقرری کے احکامات تو موجود ہیں۔ اور وہ باقاعدہ تنخواہ لے رہے ہیں۔ لیکن عملی طور پر وہ اپنی آسامی پر کام نہیں کر رہے ہیں؟ اگر اسکا جواب اثبات میں ہے تو اُن کے نام بتائے جائیں۔

قائدِ ایوان۔

نہیں ایسی کوئی مثال موجود نہیں۔ البتہ مرزا قمر بیگ جو حکومت بلوچستان کے حکم کے مطابق ٹریننگ پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ مروجہ قواعد وضوابط کے تحت اتھارٹی سے تنخواہ پا رہے ہیں۔

میر صابر علی بلوچ ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! یہ جو کہا گیا ہے کہ مرزا قمر بیگ جو حکومت بلوچستان کے حکم کے مطابق ٹریننگ پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ تو جام صاحب جب بہ حکومت بلوچستان کے حکم پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ تو پھر انہیں بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی سے کیوں تنخواہ وغیرہ مل رہی ہے ؟

قائد ایوان ۔ یہ نیا سوال ہے جس کے لئے مجھے نیا نوٹس چاہیئے ۔

میر صابر علی بلوچ ۔ جام صاحب یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ نیا سوال ہے۔ یہ تو واضح چیز ہے کہ جب بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نیم خود مختیار ادارہ ہے تو مرزا قمر بیگ کو ملک سے باہر بھیجنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا گیا کہ اسے چند دن قبل اتھارٹی میں بھیجا گیا تاکہ اسکو وہاں سے زیادہ مراعات دیکر بھیجا جاسکے۔ بہر حال اس وقت جو کچھ بھی ہوا لیکن اب جو آپ کے جواب میں بالکل واضح ہے کہ اسکو حکومت بلوچستان کے حکم کے مطابق ٹریننگ پر بھیجا گیا ہے تو پھر اتھارٹی سے انہیں کون سے ضوابط و قواعد کے تحت تنخواہ اور دیگر مراعات دیئے جارہے ہیں ۔

قائد ایوان ۔ میرے خیال میں اگر معزز ممبر اس سوال کی مزید وضاحت کرتے تو بہتر تھا۔ ویسے اس معاملہ . . . .

میر صابر علی بلوچ ۔ میں اسکی مزید وضاحت کرونگا۔ جام صاحب! میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں کہ جنکی تقرری کے احکامات تو موجود ہیں اور وہ باقاعدہ تنخواہ لے رہے ہیں۔ لیکن عملی طور پر وہ اپنی آسامی پر کام نہیں کر رہے ہیں ؟ جواب دیا گیا ہے کہ نہیں البتہ مرزا قمر بیگ جو حکومت بلوچستان کے حکم سے ٹریننگ پر گئے ہوئے ہیں مگر وہ تنخواہ اتھارٹی سے پا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جواب غلط ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ منظر پتا کون ہیں اور اتھارٹی سے کس طرح اور کیوں تنخواہ حاصل

کر رہے ہیں ؟

قائد ایوان۔ مسٹر ٹپنا۔کون ؟

مسٹر صابر علی بلوچ۔ جی انھارٹی سے پوچھ لیں ۔

قائد ایوان۔ جہانتک اس سوال کا تعلق ہے تو ....

میر صابر علی بلوچ۔ جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ ایوان کو دس منٹ کے لئے ملتوی کر دیں تاکہ جام صاحب ضروری معلومات حاصل کر سکیں ۔

قائد ایوان۔ میں تیار ہوں اور ابھی پوزیشن واضح کر دیتا ہوں ۔

میر صابر علی بلوچ۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی ضرور دس منٹ کے لئے ملتوی کر دی جائے ۔ تاکہ جام صاحب ہمیں پوری معلومات دے سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسٹر صابر! جام صاحب آپ کو بتا رہے ہیں آپ مطمئن رہیں ۔

قائد ایوان۔ مسٹر ٹپنا کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ ایک ٹیکنیکل ایڈوائزر ہیں۔ جو گھی مل لگ رہا ہے ۔یہ اس میں ہیں ۔

میر صابر علی بلوچ۔ کیا کسی جگہ اس کا دفتر ہے وہ کس دفتر میں بیٹھتے ہیں۔ اگر وہ ٹیکنیکل ایڈوائزر گھی مل کے ہیں اور انھارٹی کے ملازم ہیں تو انہیں انفارٹی کے دفتر میں کسی جگہ بیٹھنا تو چاہیئے۔ ان کا دفتر ہونا چاہیئے ۔

جناب والا! میں دوبارہ عرض کرتا ہوں بلکہ اصرار کرتا ہوں کہ ضرور دس منٹ کے لئے

کارروائی ملتوی کردی جائے تاکہ جام صاحب تسلی سے ضروری معلومات حاصل کرسکیں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ایوان کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اجلاس کی کارروائی دس بجکر پچپن منٹ پر دس منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی ۔ اور دوبارہ گیارہ بجکر پانچ منٹ پر شروع ہوئی ۔ !)

Mr. Deputy Speaker. Yes Jam Sahib, Have you obtained necessary information ?

Leader of the House. Sir, I am thankful to the honourable member for providing me the information.

جہاں تک مسٹر پٹنا (Patna.) کا تعلق ہے تو وہ سرکاری ملازمت میں نہیں ہیں ۔ انہیں Vegetable Ghee plant. میں بطور Technical Advisor مقرر کیا گیا ہے اور وہ اتھارٹی میں صرف ایک ممبر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ۔ اتھارٹی نے انکے ساتھ باضابطہ ایگریمنٹ بھی کیا ہے اس سلسلہ میں معزز ممبر کو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر بلوچستان میں کوئی شخص محکمے کے اندر Technical Advisor کے معیار پر پورا اترتا ہوا موجود ہوا تو حکومت اسے تعینات کریگی ۔

میر صابر علی بلوچ ۔ مسٹر اسپیکر! میں نے جام صاحب سے اپنے سوال میں جو پوچھا ہے اسکا جواب تو دیا گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ جواب صحیح ہے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ خدا کے واسطے نوکر شاہی کے پرزوں کو درست کریں ۔ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ اتنا غریب صوبہ ہے ہمارے قائد اور چیئرمین ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم کس طریقے سے دنیا کے ممالک سے ہمارے لئے فنڈ حاصل کر کے بلوچستان اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں ترقی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ۔ لیکن ان لوگوں کو کسی طرح بھی رحم نہیں آتا یہ ان کو بلوچستان کی حکومت پہ نہ یہاں کے غریب عوام پہ ، اس ملک کے غریب عوام پر حتیٰ کہ ان کو چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو پر بھی رحم نہیں آتا ۔ جام صاحب میں عرض کرتا ہوں ، میں کہتا ہوں کہ جب تک بیوروکریسی پر

چیک نہیں ہوگا آپ ان کو کمزور نہیں کریں گے - آپ کسی طریقے سے ان کو dominate نہیں کر سکتے
میرا سوال یہ ہے کہ کیا بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں ایسے افراد بھی ہیں جن کی تقرری
کے احکامات تو موجود ہیں - اور وہ باقاعدہ تنخواہ لے رہے ہیں لیکن عملی طور پر وہ اپنی آسامی پر کام نہیں کر رہے
ہیں اور اُن کے نام بتائے جائیں ـــ اس کے جواب میں کہا گیا ہے ہاں مرزا قمر بیگ صاحب
ایسے افسر ہیں - میں کہتا ہوں یہ صاحب جو حکومت بلوچستان کے احکامات کے تحت ملک سے
باہر گئے ہوئے ہیں - تو کیوں وہ اتھارٹی کے کھاتے سے تنخواہ پا رہے ہیں اور اپنے محکمہ میں ملنے والے
مراعات سے زیادہ مراعات حاصل کر رہے ہیں - وہ اپنے محکمہ میں ملنے والے مراعات ہی کیوں نہیں
پاتے - اتھارٹی تو ایک نیم خود مختار ادارہ ہے وہ ادارہ کے کام سے نہیں بھیجے گئے حکومت
نے انہیں بھیجا ہے - اپنی کسی اسکیم کے تحت - حکومت اُن کو خود تنخواہ ادا کرے - مجھے
چیئرمین اتھارٹی نے بتایا ہے کہ مسٹر بیگ کو مبلغ ۲ لاکھ روپے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر دیئے گئے ہیں -

Mr Deputy Speaker. Mr. Sabir, you should please be relevant to your supplementary question so that Jam Sahib may be able to give his answers. Only one question at a time please.

Mir Sabir Ali Baluch. Alright Sir, I ask, why Mirza Qamar Beg is getting his salary etc: out of B.D.A. Funds in a Foreign country ?

قائد ایوان - جہاں تک مرزا قمر بیگ کا تعلق ہے ویسے تو معزز ممبر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ
سرکاری ملازم ہیں - اور ملک سے باہر ٹریننگ کے لئے بھیجے گئے ہیں - اس سلسلے
میں انہوں نے اعتراضات کئے ہوئے ہیں - میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس
معاملہ کی تحقیقات کرونگا - اور اگر اس میں کوئی بے قاعدگی پائی گئی تو ضروری کارروائی کرونگا -

مسٹر صابر علی بلوچ - جام صاحب! بے قاعدگی تو آپ کے جواب سے ظاہر ہے -

قائدِ ایوان ۔ اگر کسی سرکاری آدمی کو باہر ٹریننگ پر بھیجا جائے تو اُسے تنخواہ تو ہم دیں گے ۔ ؟

مسٹر صابر علی بلوچ ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مرزا قمر بیگ کو حکومت نے باہر بھیجا ہے تو اُن کی تنخواہ اور مراعات بھی حکومتِ بلوچستان کی طرف سے اُن کو ملنے چاہئیں ۔ آخر وہ کسطرح اتھارٹی کے فنڈ سے تنخواہ پا رہے ہیں ؟

قائدِ ایوان ۔ جناب یہ ایک قانونی نقطہ ہے ۔ جیسا کہ معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ مذکورہ افسر کو حکومتِ بلوچستان نے بھیجا ہے تو انکو تنخواہ اتھارٹی سے کیوں دی جا رہی ہے ؟ یا وہ کسطرح اپنی تنخواہ اتھارٹی سے برآمد کر سکتے ہیں ؟ لہذا یہ ایک قانونی نقطہ ہے ۔

I will examine it and rectify it, if required.

مسٹر صابر علی بلوچ ۔ اگر اسکا ثبوت آپکو مل جائے کہ وہ اتھارٹی سے تنخواہ لے رہے ہیں اور بھیجا حکومت بلوچستان نے ہے تو آپ کیا ایکشن لیں گے ۔ اور کب قدم اٹھائیں گے

Leader of the House. I will take action, just after this session of the Assembly.

میر صابر علی بلوچ ۔ مرزا قمر بیگ کو جب باہر بھیجا گیا تو اُن کے ان احکامات پر کس نے دستخط کئے تھے ۔ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن یا اتھارٹی کے افسر نے

Leader of the House. S & G. Admn: Deptt: is the competent authority to sign any orders of appointments and Changes etc.

مسٹر صابر علی بلوچ۔ میرا مطلب ہے جس افسر نے احکامات پر دستخط کئے وہ کون ہیں ؟

قائد ایوان۔ اس کے لئے میں نیا نوٹس مانگوں گا کہ احکامات پر کس نے دستخط کئے تھے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب ۱۰ راپریل ۱۹۷۵ء کی فہرست میں مندرج سوالات لئے جائیں گے۔ سوال نمبر ۷۰۱

***۷۰۱۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی / مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔**

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بولان میڈیکل کالج میں پڑھنے والے طلباء کا ماہانہ وظیفہ کیا ہے ؟

(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ بولان میڈیکل کالج کے گھر پر رہنے والے اور بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے طلباء کو یکساں وظیفہ ملتا ہے !۔

(ج) کیا یہ صحیح ہے کہ بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے طلباء کا خرچ گھر پر رہنے والے طلباء کی نسبت زیادہ ہے۔

(د) اگر (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے ماہوار وظیفہ میں کوئی فرق نہیں ہے ؟

(س) کیا حکومت بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے بچوں کو گھر پر رہنے والے طلباء سے زیادہ وظیفہ دے کر انہیں زیادہ خرچ کی تکلیف سے نجات دلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب سے ؟ اگر نہیں تو اسکی وجہ ؟ . . . .

قائد ایوان۔ جناب میر یوسف علی خان مگسی صاحب بیمار رہیں ان کی طرف سے بھی جواب میں دونگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔

قائد ایوان۔

(الف) بولان میڈیکل کالج میں مبلغ -/۱۳۰ روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مبلغ -/۲۵۰ روپے سالانہ ابتدائی خرچہ دیا جاتا ہے۔

(ب) ہاں صحیح ہے۔

(ج) بظاہر صحیح ہے۔

(د) وظیفہ کی پالیسی کی رو سے کوئی فرق نہیں ہے۔

(س) وظیفہ کی پالیسی حکومت کے زیر غور ہے۔

میر صابر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) جام صاحب کیا آپ اس بات کی وضاحت کریں گے کہ میڈیکل کالج ایک سو تیس روپے ہر اسٹوڈنٹ کو اسکالرشپ ملتا ہے چاہے وہ بورڈنگ ہاؤس میں رہے یا گھر پر کیا جو لڑکا بورڈنگ ہاؤس میں رہتا ہے اسکے اخراجات زیادہ نہیں ہوتے ہیں بہ نسبت اس لڑکے کے جو اپنے گھر میں رہتا ہو۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والوں کو ایک سو پچاس یا دو سو روپے ماہانہ دیئے جائیں۔

قائد ایوان۔ جیسا کہ معزز ممبر خود جانتے ہیں اور انہوں نے پہلے بھی اس قسم کی تجویز فرمائی تھی کہ اس اسکالرشپ کے سلسلے میں حکومت اپنی پالیسی واضح کرے۔ اور طلباء کی سہولت کیلئے حکومت کی پالیسی واضح ہونی چاہیئے۔

میں اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے رہا ہوں آپ بھی اس کمیٹی کے ممبر ہونگے مجھے امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اچھی تجویز پیش کریں گے۔

مسٹر صابر علی بلوچ۔ شکریہ جام صاحب!

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۷۰۲

*۷۰۲۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی/مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی اسکول گلستان کی مرمت آخری بار کب ہوئی تھی ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان ہائی اسکول کافی حد تک مرمت طلب ہے ؟

(ج) کیا حکومت موجودہ مالی سال کے دوران اسکول کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

قائد ایوان۔

(الف) گورنمنٹ ہائی اسکول گلستان کی مرمت آخری بار پچھلے سال ہوئی تھی۔

(ب) کسی قدر مرمت طلب ہے

(ج) مرمت کے لئے ٹھیکیدار پہنچ چکا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۷۰۳

*۷۰۳۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی/مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ گلستان ہائی اسکول کی پرائمری کی کلاسیں اسکول کی عمارت سے دور ایک پرانی اور بوسیدہ عمارت میں پڑھ رہی ہیں

(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ پرائمری اسکول کی عمارت پرانی ہونے کے علاوہ دور ہونے کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب اور دوسرے اساتذہ کو اسکول کا انتظام چلانے میں کافی مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ ہائی اسکول کے احاطہ میں تین چار کمرے تعمیر کر کے اس تکلیف پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اور اس کے متعلق یہاں کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے محکمہ کو کئی ایک خط لکھا ہے ؟

(د) کیا حکومت اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے رواں مالی سال میں کمرے تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

قائد ایوان۔

(الف) اس اسکول کی پرائمری سیکشن کی عمارت واقعی پرانی ہے اور ہائی اسکول کی عمارت سے کچھ فاصلے پر ہے۔

(ب) پرائمری حصہ کی عمارت ہائی حصہ کے دور ہونے کی وجہ سے انتظامی معاملات میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہے کیونکہ پرائمری حصہ کا انچارج وہاں باقاعدہ کام کرتا ہے۔

(ج) سردست جگہ کی قلت کا مسئلہ نہیں ہے۔

(د) سال رواں میں مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر اس اسکول میں مزید کمرے تعمیر کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - سوال نمبر ۴۰۷۔

٭ ۴۰۷۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی/ مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان کریں گے کہ۔

(الف) چمن کے کالج کو قائم ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

(ب) کیا وہاں کالج کے لئے کوئی عمارت بننا شروع ہو چکی ہے؟ اگر ہاں تو وہ اب کس مرحلے میں ہے؟

(ج) کیا یہ صحیح ہے کہ جس عمارت میں اب اس وقت کالج قائم ہے اسکی حالت نہایت خراب اور ناگفتہ بہ ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر صاحب کو ان کے پچھلے دورے کے موقع پر چمن میں نئی عمارت کے متعلق یاد دہانی کرائی گئی تھی؟ اور وزیر صاحب نے کچھ وعدے بھی کئے تھے؟

(س) اگر (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت چمن کے طلباء کی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے؟ یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اور کب؟

قائدِ ایوان۔

(الف) اِس کالج کو قائم ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔
(ب) تاحال کوئی عمارت نہیں بنائی جا سکی۔ کیونکہ جس سال یہ کالج قائم ہوا تھا۔ اس سال جو رقوم عمارت کے لئے مختص کی گئی تھیں۔ اسے محکمہ تعمیرات استعمال نہیں کر سکا تھا۔
(ج) موجودہ عمارت کی حالت بہت زیادہ خراب نہیں ہے۔
(د) یہ درست ہے کہ یاد دہانی کرائی گئی تھی۔ اس عمارت کے لئے مرکزی حکومت رقم مہیا کرے گی اور اُمید ہے کہ دو تین ماہ میں کام شروع ہو جائے گا۔
(س) حال ہی میں جناب وزیرِ اعظم نے اپنے دورۂ چمن کے موقع پر عمارت تعمیر کرانے کا اعلان کیا تھا۔ جس کیلئے کاغذات مرکزی حکومت کو بھجوائے تھے۔ جس کے جواب میں تاحال رقوم فراہم نہیں کی گئی ہے۔ رقوم کی فراہمی کے بعد مزید کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۰۵۔

* ۰۵۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی۔ مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے۔

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ مالی سال کے دوران چمن کے کالج کے طلباء کو (Study tour) کے لئے حکومت نے کوئی رقم فراہم نہیں کی؟
(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیوں؟ اور کیا موجودہ مالی سال میں حکومت چمن کالج کے طلباء کو اس کے لئے رقم مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کس قدر اور اگر نہیں تو کیوں؟

قائدِ ایوان۔

(الف) چمن کالج کو پچھلے مالی سال میں اسٹیڈی ٹور کے لئے کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔
(ب) اسٹیڈی ٹور کی کوئی مد نہیں ہوتی، طلباء کے مطالبات پر وظائف کی بچت سے کچھ رقم

اسٹیڈی لوڈر کے لئے دی جاتی رہی ہے۔ جمن کالج کی طرف سے اسٹیڈی لوڈر کا مطالبہ نہیں تھا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۷۷۶ کا نوٹس میری طرف سے ہے۔ چونکہ میں صدارت کر رہا ہوں۔ اس لئے یہ نہیں لیا جا سکتا۔

اگلا سوال

※ ۷۸۳۔ میر صابر علی بلوچ میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر تعمیرات ومواصلات بیان فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال رواں میں پکی روڈ بنانے کے لئے بجٹ میں جو رقم رکھی گئی تھی اس میں سے کتنی رقم اب تک خرچ ہوئی ہے اور کون کون سے روڈ بنے ہیں؟

قائد ایوان۔

(الف) مالی سال ۱۹۷۴-۷۵ء کے بجٹ میں پکی روڈ بنانے کے لئے کل دو کروڑ اٹھانوے لاکھ ستر ہزار روپے کی رقم مخصوص کی گئی تھی۔ جس میں سے ۳،۹۱،۹۳،۷۴۳/- روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اور ڈبل سڑکیں بن چکی ہیں۔

نام سڑک	پراگرس
۱۔ آر، سی، ڈی ہائی وے کراچی۔ کوئٹہ سیکشن	
(۱) اوتھل بیلہ روڈ	۱۔ ۱۵، ۱۵ × ۲ کی مختلف پلیاں مکمل ہوئیں۔ ۲۔ حفاظتی کام تقریباً ۸۰ فیصد مکمل ہوا ہے۔
(۲) بیلہ کنر روڈ	۱۔ ۱۰، ۱۵۔ اور ۱۵×۳ فٹ کی پلیاں بالترتیب ۱۰۰ اور ۸۰ فیصد مکمل کئے گئے۔ ۲۔ سیلابی نقصان کی دوبارہ تعمیر اور حفاظتی کام تقریباً ۸۰ فیصد مکمل ہوا ہے۔

(۳) کنرلکھو باران روڈ

۱۔ مٹی کا کام میل ۱۳۴ تا ۱۳۸ مکمل ہوا۔ ماسوائے کچھ حصوں کے جن میں مزید کٹائی درکار ہے۔
۲۔ میل ۱۳۴ تا ۱۳۶ سڑک پختہ کی گئی۔ میل ۱۳۷ تا ۱۴۰ میں روڑی جمع کی جا رہی ہے۔
۳۔ حفاظتی کام تقریباً ۲۰ فیصد مکمل ہوا ہے۔

(۴) قلات خضدار روڈ میل ۲۵۱ تا ۳۵۰

۱۔ ۴ پلیاں سائز ۱۵ X ۴ مکمل ہوئیں۔
۲۔ ۳ " " ۱۸ X ۳ " "
۳۔ ۱ پلی " ۱۰ X ۴ " "
۴۔ حفاظتی دیوار ۴۴۶۱ فٹ لمبی مکمل ہوئی
۵۔ مٹی کا کام میل ۲۷۵ تا ۲۷۶ ۱۰۰ فیصد مکمل ہوا۔

خضدار۔ وڈھ سیکشن

۱۔ ۱ پلی سائز ۱۵X۱ ڈیکنگ کی گئی۔
۲۔ " " ۱۵ X ۲ ڈیکنگ جاری ہے
۱۔ " " ۱۵ X ۱ ڈیکنگ کی گئی
۱۔ " " ۴ X ۱ ڈیکنگ مکمل کی گئی
۱۔ " " ۱۵ X ۱ ڈیکنگ کی گئی
۱۔ " " ۱۵X۴ ڈیکنگ، پتھر کی چنائی ڈیک لیول تک مکمل ہوئی۔

بڑے پل کی تعمیر جاری ہے۔
سڑک کے ساتھ نالی ۸۰ فیصد مکمل ہے۔

وڈھ۔ بلکاران سیکشن

۱۔ ۳ میل تک بیس کورس مکمل کی گئی۔
۲۔ ۳ میل تک سب گریڈ کی گئی۔

۳- ۷ میل سڑک پختہ کی گئی

۴- ۲۴ پلیاں ۴ فٹ مکمل کی گئیں ۔

۵- ۶-۸-۱۰-۱۰×۵×۱۵×۱ ۱ اور ۱۱×۲ فٹ کی انیس پلیاں ڈیک لیول تک مکمل کی گئیں ۔

بارتکزئی نقصان سیکشن

۱- میل ۲۳۲ تا ۳۱۶ مٹی کا کام مکمل کیا گیا ۔

۲- بڑے پتھر۔ روڑیاں میل ۲۷۵ تا ۲۹۰، ۳۳۲ تا ۳۱۶ بچھائے گئے ۔

۳- ۶۶ میل روڈ پختہ کی گئی اور ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ۔

۴- ۲۱ پلیاں ۴ فٹ کی اور ۱۱۸ پلیاں ۶ فٹ کی اور ۷۹ پلیاں مختلف سائز کی مکمل کی گئیں ۔

اوستہ محمد۔ بھاگ شہر روڈ

۱- ۵ میل لمبی سڑک پختہ کی گئی

۲- ۶ میل کی پختگی کے لئے پتھر سڑک پر جمع کئے گئے ۔

بیل پٹ۔ لہڑی روڈ

۱- مٹی کا کام سو فیصد مکمل کیا گیا۔ از میل ۰ تا ½۷ /

۲- بڑی پتھری میل ۰ تا ۱۰ سڑک پر بچھائی گئی ۔

۳- سنگریزے میل ½۱۲ تا ½۱۷ بچھائے گئے ۔

بیل پٹ۔ بھاگ روڈ

۱- پختگی سڑک ۰ تا ۱ تا ۸ تا ۹ اور ۹ تا ۱۲ مکمل کی گئی ۔

۲- مٹی کا کام بقایا میلوں میں مکمل کر لیا گیا ۔

۳- میل ۷ تا ۸ پر بڑے پتھر بچھائے گئے ۔

۴- میل ۵ تا ۷ پر بڑے پتھر جمع کئے گئے ۔

۵- روڑیاں میل ۱ تا ۶، ۷ تا ۸ بچھائی گئیں ۔

بیلہ۔آواران روڈ

١۔ میل ٢ تا ٣/٨ سڑک پختہ کی گئی۔
٢۔ میل ٣/٨ تا ٩ روڑیاں بچھائی گئیں۔
٣۔ میل ٩ تا ١٦ سڑک پختہ کی گئی جوکہ سیلاب سے بہہ چکی تھی، حفاظتی کام مکمل کر لی گئی۔
٤۔ میل ١٦ تا ٦٠ پختگی اور بچھائی ہو رہی ہے۔

خاران۔بیکن روڈ

١۔ ١٢ میل تک سب گریڈ مکمل کی گئی۔
٢۔ بقایا ٤ میلوں کی سب گریڈ ٥٠ فیصد مکمل کی گئی۔
٣۔ ١٢ میل تک سنگریزے بچھائے گئے۔
٤۔ ١٠ پلیاں مکمل کی گئیں۔
٥۔ ٥ کاز وے ٥٠ فیصد مکمل کی گئیں۔

نجک پاس روڈ

١۔ پختگی سڑک ٤/٦٢ مکمل کی گئی۔

بھاگ ہیڈ کوٹ مگسی جھل مگسی روڈ

١۔ مٹی کا کام ٢١ تا ٢٢ میل مکمل کیا گیا۔
٢۔ حفاظتی کام ٥ تا ١١ میل ٥٠ فیصد مکمل کر لیا گیا۔
٣۔ بڑے پتھر ٥ تا ٢ میل ٥ تا ١٢ میل مکمل کر لیا گیا

لورالائی۔ڈی جی خان روڈ

١۔ پلیوں کی تعمیر جاری ہے۔
٢۔ سنگریزے اور روڑیاں جمع کی گئیں۔

جھٹ پٹ اور مانجھی پور روڈ

١۔ مٹی کا کام مکمل ہوا
٢۔ ٢ میلوں کے لئے سنگریزے جمع کئے گئے۔

زیارت سنجاوی روڈ (بی)

١۔ مٹی و بناوٹ کا کام ٣ میلوں میں مکمل کیا گیا۔

۲۔ ایک میل بچومین (Bitumen) مکمل کی گئی۔

زیارت سنجاوی روڈ (لورالائی)

۱۔ میل ۱۰۸/۲ تا ۱۱۱/۴ پُلیاں مٹی کا کام جاری ہے

۲۔ میل ۱۱۱/۲ تا ۱۱۴/۳ سنگریزے اور روڑیاں جمع کی گئیں پہاڑوں کی کٹائی جاری ہے۔

۳۔ میل ۹۶/۲ تا ۱۰۸/۲ کے لئے روڑیاں جمع کی گئی۔

۴۔ میل ۱۰۵/۲ تا ۱۰۸/۲ میں مٹی کا کام جاری ہے۔

رنگھڑی۔ لیاری لاکھڑا روڈ

۱۔ مٹی کا کام میل ۰ تا ۴/۲۰ میں مکمل کیا گیا۔

۲۔ کازوے ۹۰ فیصد مکمل ہوئیں

۳۔ ۰ تا ۸۰ میل سڑک پختہ کی گئی۔

وندر رسونمیانی روڈ

۱۔ مٹی کا کام سو فیصد مکمل ہوا۔

۲۔ بناوٹی کام ۴ میل مکمل ہوا۔

۳۔ پختہ سڑک ۴ میل مکمل کی گئی۔

٭ ۷۸۴۔ میر صابر علی بلوچ۔ حاجی میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے۔

کیا وزیر تعمیرات و مواصلات بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اوستہ محمد تا ہیڈ باغ پکی سڑک بنانے کی منظوری دی گئی تھی؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس پر عمل درآمد ہوا ہے؟

(ج) اگر (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کب کام شروع ہوا اور اب تک کتنی سڑک بن چکی ہے۔ اور کیا اس پر اس وقت کام ہو رہا ہے۔ اگر اس وقت اس سڑک پر کام ہو رہا ہے۔ تو وہ جگہ بتائی جائے جہاں کام ہو رہا ہے۔ اور اگر کام نہیں ہو رہا ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟

قائد ایوان۔

(الف) اوستہ محمد تا ہیڈ باغ پکی سڑک بنانے کی منظوری مالی سال ۷۳-۱۹۷۲ء میں دی گئی تھی۔

(ب) متذکرہ سڑک پر عمل درآمد ہو رہا ہے ۷۳-۱۹۷۲ء سے کام شروع ہے۔

(ج) متذکرہ سڑک پر کام ۷۳-۱۹۷۲ء سے شروع ہے۔ اب تک ۵ میل لمبی پختہ سڑک بن چکی ہے۔ مزید ۶ میلوں کی پختگی کے لئے ٹھیکیدار متعلقہ نے سڑک پر پتھر وغیرہ جمع کئے ہیں۔ موجودہ وقت میں میل ۱۰ اور ۱۲ میں کام ہو رہا ہے۔

٭ ۸۵۷۔ میر صابر علی بلوچ۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے

کیا وزیر محکمہ تعمیرات و مواصلات بیان فرمائیں گے کہ

کیا یہ حقیقت ہے کہ اوستہ محمد تا محراب پور جو سڑک ڈسٹرکٹ کونسل کی تھی محکمہ مواصلات نے اپنی تحویل میں لے لی ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو اسکی مرمت کے لئے یا اسکی تکمیل کرنے کے لئے کوئی فنڈ دیا گیا ہے یا نہیں۔

قائد ایوان۔

سڑک مذکورہ کو محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے، مگر اس سڑک کی مرمت یا تکمیل کے لئے ابھی تک کوئی رقم یا فنڈ محکمہ مواصلات و تعمیرات کو موصول نہیں ہوئے۔

٭ ۸۰۲۔ میر صابر علی بلوچ۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں مارچ ۱۹۷۵ء میں کسی مسز فردوس کمال کو اردو لکچرار متعین کیا گیا ہے؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو

(۱) اِن اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نام کیا ہیں۔ جہاں انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے اور وہ مدت جس کے دوران اِن اداروں میں تعلیم حاصل کی ؟

(۲) جس بورڈ یا یونیورسٹی سے انہوں نے اپنے میٹرک، انٹر، بی اے اور ایم اے کے امتحانات پاس کئے اِن کے نام، ڈویژن اور سال کیا ہیں ؟

(۳) اِن کے تدریسی تجربات کی مدت معہ اس مدت اور مضامین کے جس میں پڑھایا اور جن اداروں میں پڑھایا۔ ان کی تفصیلات کیا ہیں ؟

(۴) اِن کا کوئٹہ میں مستقل قیام کب سے ہے ؟

(۵) کیا وہ یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرار تعیناتی کی اہل تھیں اور کیا ان کی تعیناتی آسامی کی تشہیر کے بعد سلیکشن کمیٹی کی منظوری سے ہوئی ہے۔ اگر نہیں تو انکی تعیناتی کے اسباب کیا ہیں۔

(ج) اسٹاف میں کمی اور شعبۂ اُردو میں لیکچرار کی فوری ضرورت کی صورت میں کیا بلوچستان کے کسی کالج میں کوئی اہل لیکچرار موجود نہ تھا ؟ یا بشمول اُن کے جو گذشتہ سال منعقدہ ایم اے امتحان کے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کوئی لے رونہ کا [illegible] ہے۔ بلوچستان میں نہ تھا؟

قائد ایوان۔

(الف) مس فردوس جہاں کو مورخہ یکم مارچ ۱۹۷۵ء کو بلوچستان یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں لیکچرار متعین کیا گیا ہے۔

(ب)

(۱) اِن کے اپنے بیان کے مطابق اُنہوں نے مندرجہ ذیل تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ مدت تعلیم ادارے کے نام کے سامنے درج ہے۔

فاطمہ جناح ہائی سکول ٹنڈو آدم	۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۳ء (پہلی جماعت تا میٹرک)
نیو علیگڑھ ٹیڈم کالج ٹنڈو آدم	۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۸ء (سال اول تا سال چہارم)

(۲)

	امتحان	بورڈ/یونیورسٹی	ڈویژن	سال
(۱)	میٹرک	حیدرآباد بورڈ	×	۱۹۶۳ء
(۲)	انٹر	حیدرآباد بورڈ	دوم	۱۹۶۵ء
(۳)	بی اے	سندھ یونیورسٹی	دوم	۱۹۶۸ء
(۴)	ایم۔اے	کراچی یونیورسٹی	دوم	۱۹۷۱ء

(۳) یونیورسٹی میں آنے سے پہلے ان کا کوئی تدریسی تجربہ نہیں تھا۔

(۴) ان کے اپنے بیان کے مطابق کوئٹہ میں ان کا قیام مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء سے ہے۔

(۵) یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرار تعیناتی کے لئے کم سے کم شرط یہ ہے کہ امیدوار نے اپنے مضمون میں ایم اے کا امتحان اعلیٰ درجہ دوئم میں پاس کیا ہو۔ تدریسی تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مس فردوس جہاں یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرار تعیناتی کی اہل تھیں۔ جس آسامی پر ان کی تعیناتی ہوئی ہے وہ ۴ اگست ۱۹۷۴ء میں مشتہر کی گئی تھی سیلیکشن بورڈ نے مورخہ ۲۲ تا ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۷۴ء امیدواروں کے انٹرویو لئے۔ بورڈ کے ارکان کی اکثریت نے ان کی تعیناتی کی سفارش کی اور یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ ۵ ر نومبر ۱۹۷۴ء میں انکی تعیناتی کی منظوری دی۔

(ج) ان کی تعیناتی کسی فوری ضرورت کے پیش نظر نہیں کی گئی۔ بلکہ مختلف مضامین (بشمول اردو) کی آسامیوں کو باقاعدہ مشتہر کرکے امیدواروں کو چاہے وہ بے روزگار رہوں یا برسر روزگار یہ موقع فراہم کیا گیا کہ وہ درخواستیں دے سکیں۔ درخواستیں موصول ہونے کے بعد ضابطے کے مطابق سلیکشن بورڈ نے امیدواروں کے انٹرویو لئے اور تعیناتی کے بارے میں اپنی سفارشات مرتب کیں۔

ان سفارشات کو بغرض منظوری یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے سامنے پیش کیا گیا اور منظوری حاصل ہونے کے بعد تعیناتی کے احکامات جاری کئے گئے۔

یونیورسٹی آرڈیننس کے مطابق یونیورسٹی میں اساتذہ کی آسامیوں پر تعیناتی کا یہی قاعدہ ہے۔

میر صابر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) یہ ان کے بیان کے مطابق ہی لکھ دیا گیا ہے کیا واقعی ان کے پاس کوئی ڈگری وغیرہ ہے؟

قائد ایوان۔ جی؟ کیا فرمایا؟

میر صابر علی بلوچ۔ عرض یہ ہے کہ میں نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ انہوں نے کن اداروں میں اور کتنی مدت تعلیم حاصل کی تو جواب میں لکھا گیا ہے کہ ان کے اپنے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ انکے پاس ان اداروں کے سرٹیفکیٹ ہیں یا نہیں اور انٹر وغیرہ کی ڈگری بھی ہے یا نہیں یا انہوں نے جو کہہ دیا وہی لکھ دیا گیا؟ کیا اس کی تحقیقات کی ضرورت نہ تھی۔

قائد ایوان۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو یہ سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہوئی تھیں اور سلیکشن بورڈ جو ایک ذمہ دار بورڈ ہے نے لازمی طور پر سرٹیفکیٹ وغیرہ دیکھے ہوں گے۔

میر صابر علی بلوچ۔ ضمنی سوال: جام صاحب کیا یہ صحیح ہے کہ وائس چانسلر، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن اور سکریٹری ایجوکیشن نے اس تقرری کی مخالفت کی تھی لیکن اس کے باوجود اسکو رکھا گیا؟

قائد ایوان۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ان لوگوں کی مرضی کے بغیر کیسے تقرری ہو گئی۔ ویسے میں اس بارے میں تحقیق کرونگا۔ کہ کیا کوئی بے قاعدگی ہوئی ہے۔

میر صابر علی بلوچ۔ ٹھیک ہے۔

*٨٠٨۔ میر صابر علی بلوچ۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتلائیں گے۔کہ
محکمہ تعلیم بلوچستان میں لیڈی سیڈ انگلش ٹیچر کی منظور شدہ آسامیاں ضلع وار کتنی ہیں
اور ان میں سے ہر ضلع میں کتنی حقیقتاً کام کر رہی ہیں۔

قائد ایوان۔

	تعداد منظور شدہ آسامیاں	
۱۔ ضلع کوئٹہ پشین	(۲۲)	تمام آسامیاں بھری ہوئی ہیں اور ہر ایک اپنی جگہ کام کر رہی ہے۔
۲۔ ضلع لورالائی	(۱۲)	دو آسامیاں خالی ہیں۔
۳۔ ضلع ژوب	(۶)	تمام آسامیاں بھری ہوئی ہیں اور ہر ایک اپنی جگہ کام کر رہی ہے۔
۴۔ ضلع سبی	(۹)	〃 〃 〃
۵۔ ضلع چاغی	(۱۰)	پانچ آسامیاں خالی پڑی ہیں۔
۶۔ ضلع قلات	(۱۰)	تمام آسامیاں بھری ہوئی ہیں۔
۷۔ ضلع خضدار	(۴)	〃 〃 〃
۸۔ ضلع کچھی	(۹)	دو آسامیاں خالی ہیں۔
۹۔ ضلع خاران	(۴)	〃 〃 〃
۱۰۔ ضلع مکران	(۳)	〃
۱۱۔ ضلع لسبیلہ	(۴)	ایک آسامی خالی پڑی ہے۔

میر صابر علی بلوچ - (ضمنی سوال) ضلع مکران میں تمام آسامیاں کیوں خالی ہیں؟

قائد ایوان - میرے خیال میں ہونی تو نہیں چاہئیں لیکن شاید صابر صاحب نے ان کے ساتھ صحیح طور پر تعاون نہیں کیا ہوگا اسی لئے وہاں کوئی نہیں ہے۔

میر صابر علی بلوچ - ابھی تک وہاں کوئی آئی ہی نہیں ہے پہلی آپ بھیجئے تو سہی پھر دیکھئے میں کس طرح تعاون کرتا ہوں؟

قائد ایوان - میں وہاں بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ اور مجھے امید ہے صابر صاحب ان کے ساتھ پوری طرح تعاون کریں گے تاکہ وہ وہاں رہ سکیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اب ایک قرارداد ہے۔ قرارداد نمبر ۲۸ - میر صابر علی بلوچ پیش کریں۔

جموں اور کشمیر میں حکومت ہند کے اقدام پر قرارداد

میر صابر علی بلوچ - میں حسب ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں۔

"بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس حکومت ہند کے یکطرفہ اقدام پر جو اس نے شیخ عبداللہ کے ساتھ ملکر ریاست جموں وکشمیر کے سلسلہ میں کیا ہے اس پر سخت غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور اسکی سخت مذمت کرتا ہے۔ چونکہ حکومت ہند کا یہ اقدام ریاست مذکور کے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں اور شملہ معاہدہ کے سراسر خلاف ہے اور اس سے یہ متنازعہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے اور زیادہ الجھ گیا ہے۔ اس لئے یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو پرزور الفاظ میں گذارش کرے کہ جموں وکشمیر کی ریاست کے مسئلے کو اقوام متحدہ میں حتمی فیصلہ کیلئے لے جایا جائے تاکہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام اس جبر واستبداد سے نجات پا دیں۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ

"بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت ہند کے یکطرفہ اقدام پر جو اس نے شیخ عبداللہ کے ساتھ ملکر ریاست جموں وکشمیر کے سلسلہ میں کیا ہے اس پر سخت غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور اسکی سخت مذمت کرتا ہے۔ چونکہ حکومت ہند کا یہ اقدام ریاست مذکور کے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں اور شملہ معاہدہ کے سراسر خلاف ہے اور اس سے یہ متنازعہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے اور زیادہ الجھ گیا ہے۔ اس لئے یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو پرزور الفاظ میں گذارش کرے کہ جموں وکشمیر کی ریاست کے مسئلے کو اقوام متحدہ میں حتمی فیصلہ کے لئے لے جائے تاکہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام اس جبر واستبداد سے نجات پا دیں۔"

اب اس پر کوئی بولنا چاہتا ہے تو بولے۔

میر صابر علی بلوچ۔ مسٹر اسپیکر! دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ قوموں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں کہ جنہوں نے لوگوں کے حق خودارادیت، قوموں کے حقوق، قوموں کے وقار اور ناموس کو صرف اپنی ذات کی تسکین کے لئے یا اپنے ان آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے کہ جن کے وہ ایجنٹ ہیں قربان کردیا اسکے برعکس دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی قوم کی خاطر، اپنے ملک کی خاطر، اپنے مادر وطن کی خاطر اور اپنے ملک کی عزت وناموس کی خاطر دنیا کی بڑی سے بڑی قربانی تو کیا اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کیا تو آج اس اسمبلی کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ قرارداد پیش کرکے ایک ایسے شخص کی مذمت کرے کہ جس نے بھارت کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے کشمیر کے غریب عوام اور کشمیریوں کے حق خودارادیت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور جیسا کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا کہ شیخ عبداللہ کے اس اقدام سے میرا کوئی متعلق نہیں ہے اور میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے ساتھ ملکر یہ غلط حرکت کر رہے ہیں لیکن ان کی اس حرکت سے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کشمیری عوام کا حق خودارادیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے یا کشمیری عوام جو چاہتے ہیں۔ جو امنگ ان کے دل میں کافی عرصے سے موجود ہے یا جو انکی خواہش ہے وہ شیخ عبداللہ کے حکومت کے ساتھ

معاہدہ کرنے سے ختم ہو جائے گی اور اس کا ثبوت انہوں نے یہ دیا کہ ہمارے قائد نے کہا کہ اس کے خلاف احتجاج کیا جائے اور جب احتجاج کرنے کے لئے ایک دن ہڑتال کا مقرر کیا گیا تو نہ صرف یہ کہ پاکستان کے لوگوں نے بلکہ کشمیر کے لوگوں نے بھی بھرپور حصہ لیا اور کشمیر میں اس معاہدے کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے اور کشمیری عوام نے یہ ثابت کر دیا کہ شیخ عبداللہ اور ہندوستان کے درمیان جو معاہدہ ہو چکا ہے وہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اور جناب والا! پاکستانی عوام نے، پاکستانی لوگوں نے ہمیشہ اس مسئلہ پر کشمیر کے عوام کی پرزور حمایت کی ہے اور انکو یہ یقین دلایا ہے کہ ان کے حق خود ارادیت اور دوسرے حقوق کی حصول کی کوششوں میں پاکستانی عوام ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں اور ان کے حقوق کو اپنے حقوق سمجھتے ہیں اور انکی جو شکایات ہیں، انکی جو تکالیف ہیں انکو اپنی شکایات اور تکالیف سمجھتے ہیں اس بات کا ہم نے انہیں ہمیشہ احساس دلایا ہے اور ابھی ہمارے قائد کے کہنے پر پاکستان میں جو ہڑتال ہوئی وہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم کشمیر کے لئے جو جذبات رکھتے ہیں وہ پہلے سے دس گنا زیادہ ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں بالکل متحد ہیں اور اتنے مضبوط ہیں کہ کشمیری عوام کے اس جذبہ کو اس حق کو حق سمجھتے ہیں۔ اور اسکے حاصل کرنے میں ان کے ساتھ ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ساتھ رہیں گے۔

آمین۔ شکریہ

وزیر صحت ومحنت۔ (مولوی محمد حسن شاہ)

جناب اسپیکر! یہ افسوس کی بات ہے کہ شیخ عبداللہ نے گیارہ سال قید کی مصیبت برداشت کی ان تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ شیر کشمیر کہلایا تھا۔ لیکن اب پتہ نہیں کہ اس کو کیا مصیبت آپڑی کہ اندرا کی بات میں آگیا ہے۔ اس کی ہر بات کو مانتا ہے اور جو بات اندرا کہتی ہے وہی وہ کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ عورتوں کا فریب زبردست ہوتا ہے اب آپ دیکھیں کہ اندرا نے شیر کشمیر کو لومڑی بنا لیا۔ اس نے شیخ عبداللہ سے پہلے سردار داؤد اور مجیب کو قابو میں کیا۔ اگر شیخ عبداللہ شیر ہوتا تو شیر رہتا وہ تو لومڑی ہے اور لومڑی ہی رہا۔ شیخ مجیب اندرا کے ایسے پھندے میں آیا اسکی چالاکی اور مکر و فریب میں ایسا آیا کہ سات کروڑ انسانوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ شیخ عبداللہ جن کو برائے نام وزارت دی گئی ہے۔ برائے نام وزارت سے کیا ہوتا ہے

سب حکم اندرا کا چل رہا ہے اور اب وہ سردار داؤد کو بھی گھاس ڈال رہی ہے یہ افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک عورت ہو کر مردوں کو نچا رہی ہے ان کو شرم نہیں آتی کہ میں مرد ہوں اور وہ عورت ہے مگر میں نے آپ کو پہلے بھی بتا دیا ہے کہ عورتوں کا مکر و فریب بہت زبردست ہوتا ہے ۔ میں ان کو غیرت دلا رہا ہوں کہ انہوں نے پہلے شیخ مجیب کے ذریعہ مشرقی پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو مصیبت میں ڈال دیا ۔ اور مشرقی پاکستان کو ہم سے الگ کر دیا ۔ جب شیخ مجیب کو پاکستان بلایا گیا تو ایک اخبار میں کارٹون چھپا کہ شیخ مجیب کو خاردار تاروں میں بند کیا ہوا ہے ۔ اس کا سر باہر کو نکلا ہوا ہے اور اندرا اس سے مخاطب ہے کہ ہم نے تو آپ کو خاردار تاروں میں بند کر دیا ہے اب کہاں جا سکتے ہو ۔ ہماری اجازت کے بغیر آپ نہیں جا سکتے ۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہندو لوگ اپنی حکومت میں کتنے مضبوط ہوتے ہیں ۔ اب وہ سردار داؤد کو ہمارے ساتھ لڑا رہی ہے ۔ یہ مسلمانوں کے لئے افسوس کا مقام ہے ۔ شیخ عبداللہ اور اندرا گاندھی کے درمیان جو گٹھ جوڑ ہوا ہے میں اس کی سختی سے مذمت کرتا ہوں ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں ہم پوری کوشش کریں گے کہ انکو حقوق مل جائیں ۔ یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں ضرور پیش کرنا چاہیئے شیخ عبداللہ کے گٹھ جوڑ کر لینے سے مسئلہ ختم نہیں ہو سکتا ہے ہم کشمیریوں کے حقوق کی تائید کرتے رہیں گے ۔

نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی ۔

جناب اسپیکر صاحب ! ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی جب انگریز جانے لگے تو فیصلہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی تقسیم ہو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ علاقہ پاکستان کہلائیں اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ علیحدہ حکومت ہو ۔ ہندوؤں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ریڈکلف کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا ۔ حیدر آباد دکن پر جہاں مسلمانوں کی حکمرانی تھی ۔ لیکن باشندوں کی اکثریت ہندوؤں کی تھی ۔ اور جوناگڑھ جس نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تھا ۔ ہندوؤں نے زبردستی قبضہ کر لیا ۔ ہندوستان اور کشمیر کے بیچ میں پنجاب کا علاقہ تھا ۔ پہلے پنجاب کو اس طرح تقسیم کرایا کہ اسے کشمیر تک جانے کے لئے راستہ مل جائے اور اس کے بعد سازش کر کے کشمیر کو ہڑپ کرنا چاہا جو کہ مسلمانوں کا علاقہ ہے کشمیر کے مسلمانوں پر سراسر ظلم ہوا اس کی وجہ سے کئی دفعہ لڑائی بھی ہوئی مگر اب تک کشمیر کے اکثر علاقوں پر ہندوؤں کا قبضہ ہے لیکن ہم

اس ناجائز قبضہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ مسلمانوں کا آپس میں ناخن اور گوشت کا سا تعلق ہے وہ کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ ان میں نا اتفاقی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب جو کشمیریوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ وہ تمام مسلمان محسوس کر رہے ہیں۔ پہلے کی طرح اب بھی قبائلی لوگ اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ جب بھی ہمارے قائد عوام حکم دیں گے۔ ہم انشاءاللہ آگے ہوں گے اور وہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔ کشمیریوں کے پاس نہ اسلحہ ہے نہ دیگر سامان لیکن پاکستان کے پاس کچھ اسلحہ اور سامان ہے۔ ہم ان کا ساتھ دیں گے اور ہر قسم کی امداد کریں گے۔ جس وقت بھی ہمیں قائد عوام نے حکم دیا ہم پوری طاقت کے ساتھ ان کے ساتھ ہوں گے اور کشمیریوں کے حقوق کے لئے مجاہدین کر ان کے ساتھ رہیں گے۔ آپ دیکھیں کہ شیخ عبداللہ نے جو پہلے ایک تحریک صحیح طریقہ سے چلا رہا تھا۔ اب معمولی سی وزارت کی خاطر کشمیر کا اتنا بڑا سودا کر دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ دو آدمیوں کے درمیان عوام کی رائے بغیر معلوم کئے سودا ہو جائے اور یہ تو پورے دو آدمیوں کے درمیان بھی سودا نہیں بلکہ ڈیڑھ آدمی کے درمیان سودا ہوا ہے کیونکہ اندرا تو عورت ہے اسکا تو پورا ووٹ نہیں ہے۔ اس لئے ڈیڑھ آدمی کے درمیان سودا ہوا ہے۔

میں اس قرارداد کی پوری حمایت کرتا ہوں۔ جس وقت ضرورت پڑے گی۔ ہم مجاہد بن کر کشمیریوں کا دفاع کریں گے۔ اور انشاءاللہ ہم ان کے ساتھ رہیں گے۔

میر نصرت اللہ خان سنجرانی ۔ جناب اسپیکر! آج کے اجلاس میں معزز اراکین میر صابر علی بلوچ، مولوی محمد حسن شاہ اور نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی نے جو کچھ کہا ہے میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔ بھارت نے شیخ عبداللہ سے جو گٹھ جوڑ کر کے کشمیر کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی ہے اسکی یہ کوشش کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ کشمیر کشمیریوں کا ہے، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق اسکا فیصلہ صرف کشمیری عوام ہی کر سکتے ہیں۔ اور بھارت اور شیخ عبداللہ کے گٹھ جوڑ سے یہ فیصلہ ممکن نہیں ہے یہ فیصلہ بھارت نے اپنی توسیع پسندی کے ذریعے ہی کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ ملحقہ جو ریاستیں ہیں۔ انکو ہڑپ کرتا جائے۔ حال ہی میں سکم کے تحفظ کے لئے انہوں نے جو سازش کی وہ سکم کو مکمل طور پہ ہڑپ کرنے کی ہے۔

کشمیر کے بارے میں پاکستانی عوام کشمیری عوام کے ساتھ ہیں۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق ہندوستان کو کشمیر میں رائے شماری کرانی پڑے گی تاکہ کشمیری عوام اپنی مرضی کے مطابق

فیصلہ کر سکیں۔

میں آج کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ میں حتمی فیصلہ کے لئے پیش کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔(میاں سیف اللہ خان پراچہ) جناب اسپیکر! مسئلہ کشمیر زندہ ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں حال کی ہڑتال نے دیا ہے۔ سارے پاکستان میں ہڑتال ہوئی اور زبردست ہڑتال ہوئی اور یہ ثابت ہوا کہ پاکستان کا ہر فرد اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے اور اُن کے ساتھ کھڑا ہے۔

قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ارشادات کے مطابق جو ہڑتال ہوئی ہے۔ یہ ایک تاریخی ہڑتال تھی دوسری طرف سری نگر میں اُسی دن قائد عوام کی اپیل پر کشمیری عوام نے بھی جو ہڑتال کی ہے۔ وہ بھی ثبوت ہے کہ کشمیری عوام بھی پاکستان کے ساتھ ہیں اور انہوں نے بھی مکمل ہڑتال کی جو ہمارے قائد عوام کی اپیل کے جواب میں تھی دو اشخاص کے درمیان گٹھ جوڑ کے ذریعے یہ مسئلہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی اور پاکستان بنا تو پاکستان اس واسطے بنا تھا کہ مسلمانوں کے لئے ایک ملک مہیا کیا جائے جہاں وہ اپنی تہذیب کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور جہاں تک ریاستوں کا تعلق تھا اِن کے لئے بھی ایک فارمولا مقرر کیا گیا تھا جو ناگرطہ اور حیدر آباد دکن کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں وہاں کے نواب مسلمان تھے۔ مگر ہندوستان نے زبردستی اُن ریاستوں کو قبضہ میں لے لیا۔ اور ضم کر لیا۔ کشمیر کی ریاست میں مسلمانوں کی اکثریت تھی مگر وہاں کا راجہ ہندو تھا وہاں پر ہندوستان نے زبردستی اُس کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے فوج کشی کی بعد میں جبکہ ہمارے قبائلی امداد سے لوگوں نے مزاحمت کی۔ تو ہندوستان اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو لے گیا۔ وہاں پر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت اُس نے وعدہ کیا کہ کشمیر میں ریفرنڈم ہوگا اور یہ فیصلہ کیا جائیگا کہ کشمیر کے عوام کیا چاہتے ہیں کہ آیا وہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یا پھر آزاد ملک کی حیثیت سے رہنا چاہتے ہیں یہ قراردادیں پاس ہوئیں۔

لیکن اس وعدے کو بھی کئی سال ہو چکے ہیں۔ یہ سنہ ۱۹۴۸ء کا قصہ ہے۔ ہندوستان کا اپنے وعدے کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور اس لئے ہندوستان نے شیخ عبداللہ کے ذریعے اس کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا ہے اور اس وعدے سے اپنا دامن بچانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ زندہ مسئلہ ہے ہم

اس گٹھ جوڑ سے کبھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اس کا واحد علاج یہ ہے کہ وہاں پر ریفرنڈم کرایا جائے اور کشمیری عوام کی رائے معلوم کی جائے۔ اور جب تک یہ چیز نہیں ہو گی جیسا کہ قائد عوام جناب بھٹو صاحب نے اپنے ارشادات میں کہا ہے کہ ہم اس مسئلہ کو ہمیشہ جاری رکھیں گے اس وقت تک جب تک کہ اسکا فیصلہ نہیں ہو گا اور کشمیریوں کو ریفرنڈم کے ذریعے یہ حق نہیں دیا جائے گا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو جناب اسپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے عوام اپنے کشمیری بھائیوں کی جدوجہد میں اُن کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ——— ! شکریہ

قائد ایوان۔ (جام میر غلام قادر خان) جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا! کشمیر کا مسئلہ بہت دیرینہ مسئلہ ہے۔ یہ معاملہ دنیا کی اس عدالت کے سرد خانے میں پڑا ہوا ہے جو اس مقصد کے لئے وجود میں آئی تھی کہ انسانی بنیادی حقوق کی صحیح طور پر حفاظت کر سکے جسطرح کشمیر کے عوام ہندوستان کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جسطرح کشمیر کے عوام ہندوستان کی گرفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کو اسکا علم ہے۔ ہندوستان نے جسطریقے سے حیدرآباد جوناگڑھ اور مناوور کو ہڑپ کیا۔ اُس نے اُن تمام اصولوں کو ایک طرف رکھا جنکا ڈھونگ کانگریس نے اس وقت رچایا تھا جب پاکستان اور ہندوستان وجود میں نہیں آئے تھے۔ یہ ملک کی آزادی سے پہلے کی بات ہے اس وقت انکا یہ نظریہ تھا کہ ہر انسان کو اپنے بنیادی حقوق ملنے چاہئیں۔ لیکن آزادی کے بعد اُس کانگریس کے حکمرانوں نے اپنے اُس بنیادی اصول کو بھی ایک طرف رکھ دیا۔ اور کشمیر کے عوام کو آج تک اُس نے یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی رائے کا آزادی کے ساتھ اظہار کر سکیں جہاں تک پاکستان اور پاکستانی عوام کا تعلق ہے ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ ہم کشمیری عوام پر اقتدار حاصل کریں یا ہم کشمیر کو ہڑپ کر جائیں۔ ہم تو صرف ایک مختصر چیز چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ کشمیری عوام کو اپنی رائے کی آزادی دی جائے تاکہ وہ کسی دباؤ کے بغیر اس رائے کا اظہار کر سکیں کہ آیا وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! اگر ہم پاکستان کی تاریخ کو دیکھیں یا پاکستان کی جدوجہد کو دیکھیں۔ پاکستان نے ہمیشہ اپنے کشمیری بھائیوں کی آزادی کی جدوجہد میں قربانیاں دی ہیں۔ ہم نے ایثار کے جذبے کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج بھی اس معزز ایوان کے سامنے ہمارے قبائلی رہنماؤں، نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی،

اور چاغی کے معزز رکن مسٹر نصرت اللہ سنجرانی صاحب نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے یہ اندازہ ہو سکے گا۔ کہ اُن افراد اور اُن حکومتوں کو جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستانی عوام میں اتفاق نہیں ہے بلکہ وہ پاکستان کے عوام کو قومیتوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اندازہ ہو سکے گا کہ کسطرح پاکستان کے عوام خواہ وہ بلوچستان میں بستے ہوں۔ خواہ وہ صوبہ سرحد میں بستے ہوں۔ یا کسی اور صوبے میں بسنے والے ہوں۔ کس طرح اپنی کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کے لئے ہر قربانی اور ایثار کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! یہ صرف اس چیز پر موقوف نہیں ہے۔ ہمارا دشمن کیا چاہتا ہے۔ آخر انکا مقصد کیا ہے۔ آج تک پاکستان کی راہ میں روڑے کیوں اٹکائے۔ آج تک انہوں نے آزادی کیوں نہیں دی؟ انہوں نے آزادی اس لئے نہیں دی ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان مضبوط ہو وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کی بنیادیں استوار ہوں۔ یہاں صرف کشمیر کا معاملہ نہیں ہے یہاں پر اور بہت سے معاملات ہیں۔ جناب والا! یہ سازشیں اس وقت تک ہوتی رہیں گی جب تک ان کا خاتمہ نہیں کیا جاتا۔ میں نے اپنی مختلف تقریروں میں کہا۔ چاہے وہ اسمبلی کا اجلاس ہو یا عوامی جلسہ ہو، یا کوئی اور پلیٹ فارم ہو، میں نے ہمیشہ پاکستانی عوام سے پُرزور اپیل کی ہے کہ ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہمیں اتفاق کی ضرورت ہے اور جناب اسی اتفاق اتحاد کے ذریعے ہم اپنے دشمنوں کی ان تمام سازشوں کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیں ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اب آپ کشمیری عوام کے مسئلہ کو دیکھیں اس کا بین الاقوامی عدالت میں کیا حشر ہوا۔ یہ بات اس پر بھی موقوف نہیں ہے وہ لوگ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی سرحدیں اور سکڑ جائیں۔ آپ جناب اسکا مطلب کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی حکومتیں آزاد حکومتوں کے مخالف ہیں ان میں ایک تو ہندوستان ہے اور دوسرا ملک افغانستان جو ہمارا قریبی ہمسایہ بھی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ افغانستان کشمیری عوام کی حمایت کرتا جسطرح کہ اسلامی ممالک نے مسئلہ کشمیر پہ پاکستان کی حمایت کی تھی۔ جیسا کہ ہمارے قائد عوام نے پاکستان کی طرف سے عرب فلسطینیوں کے مسئلے کی حمایت کی، جسطرح عربوں کے لئے فلسطینیوں کا مسئلہ ہے اسیطرح پاکستان کے لئے کشمیر کا مسئلہ ہے۔ میں اس ایوان میں وثوق سے کہتا ہوں کہ انہیں اُن کے حقوق جلد ملیں گے اُنکی آزادی کوئی نہیں چھین سکتا ہے۔ ہمارے قائد عوام نے کہا تھا اور میں بھی کہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اُن کی جیت ہوگی اور عوام نے بھی یہ محسوس کر لیا ہے۔ حالانکہ کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جنہوں نے بھارت کی حکومت کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا اور اپنے چالیس پچاس لاکھ عوام کے جذبہ کی پرواہ نہیں کی

اور صرف اپنی وزارت کی خاطر انہوں نے کشمیریوں کے حقوق بیچنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ ایسی چیزیں کبھی نہیں چل سکیں گی اور کشمیر کے عوام غلامی کے اس جوئے کو جلد از جلد اتار پھینکیں گے۔

ہندوستان نے جو اپنا تسلط کشمیر پر قائم کیا ہے وہ جبر و تشدد کی بدولت کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا تسلط زیادہ عرصہ قائم نہیں رہ سکتا ہے وہ پائیدار نہیں ہو سکتا ہے اور یہیں اُبھار ہے کہ۔ ہندوستان کی حکومت اور وہاں کے عوام جو اپنے کو جمہوریت کا علمبردار اور پاسبان کہتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ یہ سمجھا کہ وہ عوام کے بنیادی حقوق کے لئے لڑے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی حکومت نے اپنی پہلی قرارداد میں اس امر کی نشاندہی کی تھی کہ کشمیری عوام اپنے حقوق اور اپنی حق خود ارادیت کا فیصلہ خود کریں گے۔ اور بھارت نے یہ قرارداد منظور بھی کر لی تھی مجھے امید ہے کہ دنیا کی وہ تمام مہذب قومیں جنہیں آزادی مطلوب ہے جنہیں سب سے زیادہ مقدم ہے انہیں کشمیر کے عوام کا بھی احساس ہوگا اور جب کبھی بھی کشمیر کا مسئلہ یو۔ این۔ او میں دوبارہ پیش ہوا تو وہ اسکی حمایت کریں گے۔ ہمارے قائد عوام جب مناسب سمجھیں گے کہ اس مسئلہ کو اب اقوام متحدہ میں پیش کرنا مناسب ہے۔ تو وہ اس کو پیش کریں گے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اپنے معزز رکن جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے اور اُن ارکان کی جنہوں نے اس کی حمایت میں تقریریں کیں ہیں اُن کے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ یہ بات نہ صرف ان تقریروں سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ پاکستانی عوام کے جذبات حالیہ ہڑتال سے ظاہر ہوتے ہیں کہ پاکستانی عوام کشمیری عوام کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ بلوچستان کے عوام بھی اس ہڑتال میں کسی صوبے سے پیچھے نہیں رہے ہیں۔ بلکہ بلوچستان کے عوام نے زیادہ سے زیادہ اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔ اور آئندہ بھی بلوچستان کے عوام کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ جناب والا! یہ زبانی باتیں نہیں ہیں، بلوچستان کے عوام کسی بھی مشکل وقت میں قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ:۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت ہند کے یکطرفہ اقدام پر جو اس نے شیخ عبداللہ کے ساتھ ملکر ریاست جموں و کشمیر کے سلسلہ میں کیا ہے اس پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور اسکی سخت مذمت کرتا ہے۔ چونکہ حکومت ہند کا یہ اقدام ریاست مذکور کے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں اور شملہ معاہدہ کے سراسر

خلاف ہے اور اس سے یہ متنازعہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے اور زیادہ اُلجھ گیا ہے اس لئے یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو پرزور الفاظ میں گذارش کرے کہ جموں وکشمیر کی ریاست کے مسئلہ کو اقوام متحدہ میں حتمی فیصلہ کیلئے لے جایا جائے تاکہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام اس جبر و استبداد سے نجات پاویں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب چونکہ اسمبلی کے پاس کوئی اور کارروائی باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(۱۱ بجکر ۵۵ منٹ قبل از دوپہر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی ہو گیا)